ISSN E: 2709-8273
ISSN P: 2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

سفارتی تعلقات کے لیے ثقافتی ترویج کے اداروں کا قیام اسلامی تعلیمات سے رہنمائی

Establishing Cultural Promotion Institutions for Diplomatic Relations Guided by Islamic Teachings

روبینہ شاہین

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

ڈاکٹر انوار اللہ

لیکچرر شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

Abstract:

The fact is that Western civilization, the Western way of thinking and its inductive and analytical style are indebted to Islamic civilization, but this cannot be acceptable to Spengler because he advocates for a permanent gulf between different cultures. This is because Spengler can say that Western culture has been influenced by Islamic culture in its interpretation and formation. To admit this would itself undermine his self-sufficient concept of culture. It is obvious that such a view cannot be acceptable to Spengler, for if it is possible to show that the anti-classical spirit of modern culture is due to the inspiration which it received from the culture immediately preceding it, the whole argument of Spengler regarding the complete mutual independence of cultural growth would collapse.

Keywords: Establishing; Cultural; Promotion; Diplomatic; Islamic Teachings.

اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اس تصنیفی اور تحقیقی میدان میں منفرد اور اچھوتے انداز میں حضرت محمد ﷺ کی سوانح نگاری میں ایسے ایسے گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں کہ آپ کی ذات کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت ایسی دکھائی نہیں دیتی کہ جس کی ولادت سے وفات تک کے عرصہ حیات کی ہمہ گیر تفصیلات کو اس کی تمام تر جزئیات کے ساتھ ایک تحقیقی مزاج اور جامع اسلوب میں پیش کیا گیا ہو۔ یہ حیرت انگیز انکشاف بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت و سوانح پر اگر ہزاروں کتب مسلمانوں نے لکھی ہیں تو مختلف زبانوں میں سینکڑوں کتب ایسی بھی ہیں جو غیر مسلمین اور مستشرقین نے لکھی ہوئی ہیں، تاہم دونوں قسم کے مصنفین کے مقصد میں اختلاف، ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ سیرت کا یہ ذخیرہ زیادہ تر نثر میں تحریر کیا گیا ہے مگر کتب کی ایک خاص تعداد ایسی بھی ہے کہ جس میں شعر کے قالب میں تذکرہ سیرت کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی مدح و توصیف میں مختلف اصناف سخن میں نعتیہ شاعری ایک الگ ذخیرہ موجود ہے۔ اس سعادت میں مسلمان شعراء کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب کے غیر مسلم شعراء بھی دکھائی دیتے ہیں۔

آج سے چودہ سے سال قبل معاشرے کو اعلیٰ تہذیبی و ثقافتی اقدار کے لیے جس شخصیت نے بام عروج تک پہنچایا، وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ انہوں نے نہ صرف معاشرے کی اصلاح کی بلکہ انسانوں کو اپنے اعلیٰ کردار سے بھی متعارف کروایا۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے الفاظ میں ان کی باکمال شخصیت کو ایک بڑی نعمت کے طور پر بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ [1]

”اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتا ہے، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھی۔“

---

[1] سورہ آل عمران 164:3

یہ بات پیش نظر رہے کہ اسلام ایک عالمی اور آفاقی دین ہے۔ یہ روئے زمین پر بسنے والے ہر انسان کا دین ہے۔ اسلام نے پوری انسانیت کو اپنا مخاطب بنایا ہے۔ اسلام کی بلند تعلیمات، اعلی وارفع اقدار اور بے مثال عدل وانصاف ہی کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ وعوام، عرب وعجم، سفید وسیاہ، سب ہی اس کی آغوش میں سماگئے۔ اور تمام طبقات کا اسلام کی آغوش میں آنا ہی دراصل اس کی عالمگیریت کی دلیل ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی دعوت ہر انسان کے لئے ہے۔(1)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول بن کر آئے ہیں۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے:

"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے"۔ ایک اور جگہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "آپ ﷺ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین پر " قرآن کریم کی درج بالا آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور اس کی دعوت عالمگیر ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام نے اپنی تہذیب وثقافت دوسروں پر مسلط نہیں کی۔ اس نے دوسری تہذیبوں کی اچھی باتوں کو قبول کیا ہے اور خود سے نہ ٹکرانے والی عادتوں کو باقی رکھا ہے۔ اس نے قوموں کی خصوصیات کا احترام کیا ہے اور یہ مقامی تہذیبوں، ثقافتوں کی بقاء کا داعی ہے۔

ڈاکٹر محسن عبد الحمید لکھتے ہیں: "روئے زمین پر مختلف اقوام، قبیلوں اور ملکوں سے تعلق رکھنے والے اور الگ الگ زبانیں بولنے والے لوگ آباد ہیں۔ اسی لئے خطہ ارض کی بھلائی اسی میں ہے کہ لوگ آپس میں مفاہمت کریں اور مل جل کر زندگی بسر کریں۔ ایک قوم اگر دوسری قوم کے رسوم ورواج بہ رضاور غبت قبول کرے تو اس میں حرج نہیں ہے لیکن کسی قوم کا اپنی عادات واقدار، اپنے رسوم ورواج اور اپنی زبان وتہذیب دوسروں پر تھوپنا، بہر حال ایک اخلاقی جرم ہے۔(2)

اسلامی تہذیب اور ثقافت کے بنیادی تصورات

1۔ اسلامی تہذیب وثقافت پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی اساس کامل وحدانیت پر ہے، یہی ایک ایسی تہذیب ہے، جو یہ تصور پیش کرتی ہے کہ کائنات کی ایک ایک شئ صرف اور صرف ایک ذات کی خلق کردہ ہے۔ جیسا کہ سورۃ الخلاص میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے "کہو اللہ وحدہ لاشریکہ لہ ذات ہے وہ بے نیاز ہے، آسمانوں اوزمین کا مالک وہی ہے، اسی کے لیے عبادت اور پرستش ہے اور اسی سے اپنی حاجات وضروریات بیان کرنا چاہیے۔"

سید ابوالاعلی مودودی ذات باری تعالی کی مرکزیت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں "دین اسلام کے پورے نظام کا مرکز اور مدار خدا کی ذات ہے۔ یہ پورا نظام اسی مرکز کے گرد گردش کر رہا ہے۔ اس نظام میں جو کچھ بھی ہے خواہ وہ نیت اور اعتقاد کے قبیل سے ہو یا پرستش اور عبادت کے قبیل سے ہو یا دنیوی زندگی کے معاملات میں سے، بہرنوع اور بہر کیف اس کارخ اسی مرکزی ہستی کی جانب پھرا ہوا ہے۔(3)

2۔ اسلامی تہذیب کا دارومدار جس طرح خدا کے دیے ہوئے احکام پر ہے اسی طرح اسلامی تہذیب اور ثقافت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء کرام کے دیے ہوئے سیرت اور اوامر کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ یعنی یہ مسلمانوں کی خصوصت ہے کہ وہ صرف اپنی ترتیب دیے ہوئے نظام پر نہیں چلتے بلکہ اس کے ساتھ ان لوگوں کی طرز زندگی بھی شامل ہوتی ہے جنہیں اللہ رب العزت نے تمام انسانوں میں چنا ہوا ہے۔

---

[1] فاروقی، شاہنواز(2012ء)تہذیب کا تصادم، مکتبہ المعارف لاہور، ص:40

[2] منیر، سراج(1997ء)ملت اسلامیہ تہذیب وتقدیر، لاہور، مکتبہ روایت، ص:155

[3] ندوی، ابوالحسن علی(1986ء)تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ص:23

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

3۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اہداف اور پیغامات تمام کے تمام آفاقی ہیں ارشاد بانی ہے ”یہی وجہ ہے کہ دیگر تمام ثقافتیں کسی ایک نسل اور قوم کے مردانِ کار پر ناز کرتی ہیں، مگر تہذیب اسلامی میں وہ تمام افراد مایہ افتخار ہیں، جنہوں نے اس کے قصر عظمت کو بلند کیا۔

4۔ اسلام تہذیب و ثقافت کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اپنے تمام ضابطہ ہائے حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اولیت کا مقام عطا کیا اور ان قدروں سے کبھی بھی خالی نہ رہی، چناچنہ علم و حکمت، قوانین شرعیہ، جنگ، مصالحت، اقتصادیات اور خاندانی نظام، ہر ایک میں ان کی قانوناً بھی رعایت کی گئی اور عملاً بھی اور اس معاملے میں بھی اسلامی تہذیب کا پلڑا تمام جدید و قدیم تہذیبوں پر بھاری نظر آتا ہے؛ کیونکہ اس میدان میں ہماری تہذیب نے قابل فخر آثار چھوڑے ہیں اور دیگر تمام تہذیبوں سے انسانیت نوازی میں سبقت لے گئی ہے۔ ان ہی اعلی اخلاقی اقدار کی وجہ سے بہت سے لوگ دیگر مذاہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے رویہ نے کتنے لوگوں کو اسلام میں جگہ دی۔(1)

۵۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اس نے بچے اصولوں پر مبنی علم کو خوش آمدید کہا اور پکے مبادیات پر مبنی عقائد کو اپنی توجہ کا مرکز قرار دیا اور اسلامی تہذیب تنہا ایسی تہذیب ہے جس میں دین و سیاست کا امتزاج بھی رہا؛ مگر وہ اس امتزاج کی زیاں کاریوں سے یکسر محفوظ رہی، حکمراں، خلیفہ اور امیر المومنین ہوا کرتا تھا؛ لیکن فیصلہ ہمہ دم حق کے موافق ہوتا، شرعی فتاوے وہی لوگ صادر کرتے جو فقہ و فتاوی پر اتھارٹی ہوتے اور ہر ایک قانون اور فیصلے کے سامنے برابر ہوتا، کسی کو کسی پر وجہ امتیاز حاصل نہ ہوتی سوائے تقویٰ اور لوگوں کی عام نفع رسانی کے، نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: " (رواہ الشیحان) کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ نے بھی چوری کی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ " اس مذہب پر ہماری تہذیب کی اساس ہے، جس میں عام طبقہ انسانی پر نہ تو کسی حکمراں کو کوئی برتری حاصل ہے، نہ کسی عالم شریعت کو، نہ کسی اعلیٰ نسب والے کو۔(2)

تاریخ ثقافت کے انسائیکلوپیڈیا کے مصنف دل ڈورانٹ کی تعریف کے مطابق ثقافت ”وہ اجتماعی نظام ہے جو انسان کی ثقافتی تخلیق میں اضافہ کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے“ اس کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جہاں اضطراب اور پریشانی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ انسان جب خوف سے مامون ہوتا ہے تو اس کے ذہن میں ترقی و پیش رفت کی محرکات اور تخلیق و ایجاد کے عوامل نشو و نما پاتے ہیں۔ اور اس کے بعد طبعی عوامل اسے زندگی کے فہم اور اس کے ارتقا کی طرف گامزن ہونے پر لازماً مجبور کرتے ہیں۔(3)

ثقافت اور ضوابط کی ذاتیت کے امور

چونکہ یہ ضوابط ہم آہنگ اسی وقت ہوسکتے ہیں جب ان کا سرچشمہ ایک ہو، جو ان کے درمیان وحدت اور ہم آہنگی کی ضمانت ہو اور ثقافت کی رفتار کو موکد بنانے کے لئے۔ ان ضوابط کے تفاعل۔ کے لیے یہ دونوں شرط لازم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی لئے ان بہت سی قدیم ثقافتوں کے زوال دانحطاط کا راز معلوم ہو سکتا ہے جو ان میں سے بیشتر عضوابط سے محروم تھیں۔(4)

---

[1] راجا، عبدالرحمن(1995ء)جدید تہذیب اور اسلام کی روشنی، لاہور مکتبہ تعمیرِ انسانیت، ص:90

[2] فاروق، عبدالغنی(2009ء)یہ ہے مغرب کی تہذیب، لاہور، کتاب سرائے پبلیشرز، ص:16

[3] بیگووچ، علی عزت(1997ء)اسلام اور مغرب و مشرق کی تہذیبی کشمکش، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، ص:257

[4] مغرب کی تہذیب، ص:16

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

مغربی ثقافت نے اپنی نشاۃ ثانیہ کے زمانہ سے ہی ان ضوابط کو ایجاد کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کی یہ خواہش رہی ہے کہ ان خود ساختہ ضوابط کے درمیان وحدت ویگانگت کی ضمانت ہو جائے تاکہ مغربی ثقافت کے تسلسل اور ابدیت کی طرف سے اطمینان ہو سکے، اس لئے کہ ٹائن بی کی تعبیر کے مطابق تخلیقی ناموس الہی سے ہے۔(1)

اسلام ثقافتی ضوابط کی ذاتیت کا مالک ہے

تمام ادیان و مذاہب اور افکار صورت میں نہ اسلام ہی ضوابط کی ذاتیت ان کی وحدت تنہا اور ہم آہنگی کا مالک ہے اس سے اس دین کی عظمت موکدہ ہوتی ہے۔ اور ’’ائیڈیل ثقافت‘‘ کا اطلاق صرف اس پر صادق آتا ہے، کیونکہ ٹائن بی کی تعبیر کے الفاظ میں صرف یہی دین، ’’تخلیقی ناموس الٰہی‘‘ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے قرآن کا یہ دعویٰ قابل تعجب نہیں ہے کہ ’’ا ِن الدین عند اللہ قرآن الاسلام‘‘(2) اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اور ’’اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا‘‘(3) آج میں نے تمہارے لیے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

ثقافتی دور

تہذیب نشو و نما پاتی ہے، جوان ہوتی ہے پھر اس پر بڑھاپا طاری ہو جاتا ہے اور پھر وہ موت کا شکار ہو جاتی ہے: اس کی مثال ایک انسان کی ہے کی ایک متعین عمر ہوتی ہے پھر اس ثقافت کے مرنے سے پہلے یا بعد میں کسی اور جگہ کوئی دوسری ثقافت اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ اس طرح یہ دائمی دور جیسا کہ نشے نے کہا ہے ثقافت کی تقدیر ہے۔(4)

ریاست اور ثقافت کے امور

کسی بھی ثقافت کو ناپنے کے لئے بنیادی صفات ہیں جو ثقافت اس معیار پر پوری اترنے سے عاجز ہوا سے سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اس کا آخری انجام اس کی تباہی و بربادی او صفحہ ہستی سے اس کی عدم موجودگی کی شکل میں نکلا ہے۔ اگر اس نے دوسرے عوامل و ضوابط سے محرومی بھی اپنے حصے میں لے لی۔(5)

ثقافت کے ضابطہ کی طرح مملکت کا بھی اسلام میں ایک خاص مفہوم ہے جو اسے معروف سیاسی ریاست سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اور اس نظریہ ریاست سے بھی ممتاز ہے جس کی بنیاد پر روسو نے اپنا نظریہ معاہدہ عمرانی social contect theory) ترتیب دیا کہ انسانوں نے آپس میں ایک ایسی مملکت کی تشکیل پر معاہدہ کیا جو ان کے تقاضوں کے مطابق ہو اور قوم یا اس کی اکثریت کی مرضی کے مطابق چلے اور ان کے وجود کے ساتھ ان کا اپنا تمدن قائم ہو۔ پھر ریاست کا یہ مفہوم بدل گیا اور اس میں گروہی ریاست کا مفہوم داخل گیا جہاں ایک مجتمع گروہ حکومت چلاتا ہے یا اس کے قائدین کی مرضی کے مطابق حکومت چلتی ہے۔ پھر ریاست کا مارکسی نظریہ سامنے آیا جو آخر کار مملکت کے خاتمہ ہی کا علمبر دار ہے کیونکہ جب لوگ کمیونسٹ ہو جائیں گے اور اپنی مرضی

---

[1] رحمانی، خالد سیف اللہ(2011ء) مشترکہ وجدگانہ خاندانی نظام، نئی دہلی، ایفا پبلیشرز، ص:160۔168

[2] سورہ ال عمران،19

[3] سورہ المائدہ،3

[4] مغرب کی تہذیب، ص:16

[5] مودودی، ابوالاعلی(1960ء) اسلامی تہذیب اور اس کے عبادی و اصول، کراچی، اسلامک پبلیشرز لمیٹیڈ، ص:107

کے مطابق معاملات کا انتظام خود کریں گے تو ریاست کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ نتیجہ کے طور پر ریاست سرمایہ داری کا مظہر ہے جو ہر دقر پر قائم ہوتی ہے اور سرمایہ دارانہ ریاست کے مقاصد کے حصول کے لئے کام کرتی ہے۔(1)

اسلام کا نظریہ ریاست

اسلامی نظریہ یہ کہتا ہے کہ مملکت یا ریاست اکثریت و اقلیت کے فیصلوں تابع نہیں ہوئی اور ریاست زندگی سے متعلق تصورات و مفاہیم کے ضمن میں لازماً موجود ہے یعنی اسلام کی نگاہ میں ریاست انسانی معاہدہ سے وجود میں نہیں آئی بلکہ اس شریعت کے طفیل میں وجود میں آئی ہے جسے لوگوں نے اپنے دین و طریقہ حیات کی حیثیت سے قبول کیا ہے اس لئے ریاست کا وجود دانسان یا قوم کا مرہون نہیں ہے بلکہ شریعت کا مرہون منت ہے اس وجہ سے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ شریعت کے سامنے سر جھکائے قوم کے سامنے نہیں اور اس کا فرض ہے کہ۔ بلند ترین ماخذ کے مطابق چلے۔(2)

اس وجہ سے ریاست خدا اور انسانوں کے درمیان واسطہ کا کام دیتی ہے۔ اسی وجہ سے ریاست اللہ کی بھی ہے اور انسانوں کی بھی اور اسی وجہ سے اسلام کی نگاہ میں ریاست ایک بڑی ضرورت اور حتمی منتے ہے جس سے فرار کی کوئی راہ نہیں ہے اور جس کے بغیر زندگی درست نہیں ہو سکتی۔(3)

ثقافت کی ترویج کے امور

ہمارے اس قول سے کہ بدل ریاست ہی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ریاست ہی اس ثقافت کی تشکیل کرتی ہے جو مفاہیم و تصورات کے عمل کا عکس ہے۔ ثقافت کی تشکیل ریاست کا کام نہیں ہے یہ تو ان لوگوں کا کام کی ہے جو تفاعل و ممارست کا عمل کرتے ہیں اور بدل ان کی ثقافتی لائن کو خوب واضح کر دیتا ہے، اور آخری مرحلے میں انھیں، امن، عدل، کنابت اور خوشحالی میسر آجاتی ہے اور یہی قرآنی مفہوم کے مطابق آسمان و زمین کی برکتیں ہوں نہیں جو راہ حق پر ثابت قدم رہنے والوں کے لئے خاص ہوتی ہیں۔

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰی آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلٰ۔کِن کَذَّبُوْا فَاَخَذْنَاھُم بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ(4)

اور اگر (ان) بستیوں کے باشندے ایمان لے آتے اور تقوٰی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے (حق کو) جھٹلایا، سو ہم نے انہیں ان اَعمالِ (بد) کے باعث جو وہ انجام دیتے تھے (عذاب کی) گرفت میں لے لیا.

پوری وضاحت و قطعیت کے ساتھ ''برکات'' کا لفظ ہر شے کو عام ہے انسان کی اپنی ذات اور اس کا وجود بھی اس میں شامل ہے اس کی پیداوار اور ثقافت بھی اس میں داخل ہے یہ مسلسل و غیر منقطع برکتیں ہیں جن کے دروازے چوپٹ کھلے بنتے ہیں جو بغیر حساب کے عطا کرتی ہیں اور زندگی و ارتقا کے اسباب و وسائل کے ذریعہ انسانوں کی مدد کرتی ہیں اور تہذیب کی بڑھتی ہوئی لکیریں انھیں آگے بڑھاتی ہیں۔(5)

اسلامی ثقافت نا قابل تقسیم ہے

اسلامی ثقافت جو عطا و بخشش سے ''ذاتی توقف'' کے مرحلہ میں ہے زندگی کے بہت سے لوازمات کی اب بھی مالک ہے جو دوسری ثقافتوں کے یہاں موجود ہوتے تو وہ اپنے کو عطاء کے مرحلہ میں سمجھتیں۔ مسلمانوں کی اکثریت آج بھی عام اسلامی تصورات پر ایمان رکھتی ہے گرچہ یہ ایمان اختلاط و انحراف کا

---

[1] تہذیب کا تصادم، ص:40

[2] راجا، عبد الرحمن (1995ء) جدید تہذیب اور اسلام کی روشنی، لاہور مکتبہ تعمیرِ انسانیت، ص:90

[3] مغرب کی تہذیب، ص:16

[4] سورہ الاعراف:96

[5] رحمانی، خالد سیف اللہ (2011ء) مشترکہ وجد گانہ خاندانی نظام، نئی دہلی، ایضاً پبلیشرز، ص:160۔168

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

شکار ہو چکا ہے، بیشتر مسلمان اپنی زندگی کے مختلف معاملات میں اسلام پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح اسلام کے بعض عام ادارے بعض مسلمان ملکوں میں قائم بھی ہیں (مثال کے طور پر بعض ممالک میں زندگی کے بعض پہلوؤں میں جیسے پرسنل لاء اور وقف میں علمی اسلامی شریعت کا نفاذ و تحقیقی ادارے اسلامی تحریکات مساجد اور حج کا قیام وغیرہ)

تاہم تقسیم کو ٹھکرا دینے والی اسلامی ثقافت اس بات کو لازم سمجھتی ہے کہ عطاء وبخش کے مرحلہ میں داخل ہونے کے لیے اور توقف کے مرحلہ سے نکلنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام ضوابط پائے جائیں وہ اسلامی معاشرے کے قیام میں آزاد ہو، عام زندگی کو اسلام کے چوکھٹے میں فٹ کر سکے اور تمام اداروں سے اپنے مفاہم وتصوارات کو پوری آزادی سے پابندی کرا سکے۔[1]

اسلامی ثقافت اور عصر حاضر کے چیلنج کے امور

ایک طرف انسان اور اس کے معاشرے کے درمیان اور دوسری طرف ماحول اوران دونوں پر محیط موجودات کے درمیان تفاعل کا نام ہے اور اسامی ثقافت جیسا کہ ہم اسے بھی پڑھ چکے ہیں۔ اسلامی تصورات کے عمل کرنے کا نام ہے جو اس روئے زمین پر خدا کی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں ثقافت کا یہ وسیع وعریض مفہوم، اور خاص طور سے ثقافت اسلامی کا یہ مفہوم اس امر کا انکشاف کرتا ہے کہ اسلام کی ثقافت زندگی کے تمام گوشوں کو محیط اپنے فکر و تصور کے ضمن میں مقالہ کی مقابلہ کی صلاحیت رکھتی ہے چاہے ثقافت عطاو بخشش کے مرحلے میں ہو یا توقف کے مرحلے میں اور خواہ دہ پھیل رہی ہو یا سمٹ سکٹر رہی ہو اور خواہ یہ گوشے اس کے خاص ثقافتی مجموعہ سے اور اس کے تفاعل کے تسلسل سے متعلق ہوں یا ایک ثقافت کی حیثیت میں ان کا تعلق دوسری تہذیبوں سے ہو ان تمام مقابلوں کے روبرو اسلامی ثقافت پوری تیاری اور ایسے ثابت تصویرت ساتھ چلتی ہے جو کشمکش کے عمل کو ایسے چیلنج اور مبارزت میں تبدیل کر دیتے ہیں جن کا لہجہ کبھی سخت و درشت ہوتا ہے اور کبھی نرم اور لچکدار۔[2]

حلال وحرام کا ضابطہ یا ثقافتی نقش

شریعت حقوق کی اس للکار کی رُو سے اسلامی ثقافت زندگی کے مختلف میدانوں میں اپنا امتیازی نقش قائم کرنے کی خواہش مند ہے تاکہ خود زندگی اور اس کے متعدد اعمال کے درمیان اسے دیکھا جا سکے، شاید حلال وحرام کا ضابطہ ہی وہ ثقافتی نقش ہے جو اسلامی ثقافت انسانوں کے حقوق اور ان کے ماحول، موجودات، نباتات اور حیوانات کے درمیان تعلقات اور تقال کی عالمی شریعت کے تمام اقوال واعمل میں قائم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ یہ ضابطہ اور فلسفہ وہ حساس میزان بن جاتا ہے جسے بے ساختگی اور راست بازی کے ساتھ ہر چھوٹا بڑا مطیع و مطاع فرد لئے رہتا ہے۔

حلال وحرام کا فلسفہ ثقافت اسلامی کے اہم اور نمایاں نقوش میں سے ہے بلکہ یہ اس کے اسرا میں شامل ہے۔ یہ قطع نظر اس سے کہ وہ میزان ہے جس پر آدمی اپنے اعمال کو تولتا اور اس کی بنیاد پر انھیں درست رکھتا ہے، وہ اہم محافظ آلہ ہے جسے اسلام ہر فرد کو معاشرے کے اعمال وافعال اور سرگرمیوں پر مکمل مراقبہ محاسبہ کی صلاحیتیں دے کر اس کی قوت حافظ میں قائم کر دیتا؟

اس عملی تصور کے واسطہ سے قوانین وشرائع اور حقوق وتنظیمات کو ذاتی مراقبہ کی خصوص مل جاتی ہیں اور ہر فرد شعوری وغیر شعوری طور پر کہاں ان قوانین کا نگراں ہو جاتا ہے۔ وہ اس بات کا احساس رکھتا ہے کہ وہ اس کا اپنا قانون ہے اور اس کا نفاذ کھلے چھپے ہر حال میں مطلوب ہے، اور آخرت میں اس کا حساب کتاب ہو گا اس نے کہ اللہ تعالی اس سے آگاہ ہے۔ اگر اس نے مخالفت کی اور معصیت کا ارتکاب کیا اور دنیا میں اقتدار و حکومت کی نگاہوں سے اس کے

---

[1] اسلامی تہذیب اور اس کے عبادی واصول، ص:107

[2] تہذیب کا تصادم، ص:40

جرائم چھپے رہے تو وہ آخرت میں اس وقت سامنے آجائیں گے جب اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں اور کان اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس طرح حلال و حرام کی بنیاد پر قائم قونین و شرائع صحیح ڈھنگ سے نافذ ہوتے ہیں چاہیے انسان تنہا ہو اور لوگوں کی نظروں سے دور ہو۔

مندرجہ ذیل چند مثالیں ہمیں ان تصورات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ان کے تفاعل اثرات کی ایک جھلک دکھاتی ہیں۔ چنانچہ جب اللہ کے رسول ﷺ تاکید کرتے ہیں کہ پڑوسی کے کچھ حق ہیں اور ایک حق یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں عمارت زیادہ اونچی نہ ہوئی حکم بنوائی کہ اس کے یہاں روشن اور ہوا کا گزر نہ ہوسکے تو آپ اس کے ذریعہ بیک وقت عمرانیاتی اور اجتماعی دنوں بنیادوں کی ترمیم کرتے نظر آتے ہیں اور دونوں پر حلال و حرا کی چاپ پڑتی ہے۔ لباسوں میں اسلام اپنے تصورات کا رنگ غالب دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ ان میں کچھ حدود اور شرائط کی تعیین کرتا ہے اور انھیں حلال و حرام کے تقاضوں سے مربوط کر دیتا ہے اور جائز و ناجا اصولوں سے جوڑ دیتا ہے۔ اس طرح لباس وہ ثقافتی مظہر بن جاتا ہے جو ان معیارات سے مربوط ہے جن کا ہر وہ فرد مالک ہے جو ان کی افضلیت کا شعور رکھتا اور ان کی ناگزیریت کا احاطہ کرتا ہے۔ اب اگر سرکاری قوانین موجود نہ ہوں تو لوگ برضا و رغبت لباس کے معاملہ میں ان اصولوں کی پابندی کرتے ہیں۔(1)

اسی طرح بچوں اور نئی نسلوں کی تعلیم و تربیت از کے آداب اور مختلف اجتماعی تعلقات میں ہم حلال و حرام کا ظاہرہ موجود پاتے ہیں جو دوسرے قصورات کے ساتھ تصادم کی حالت میں مشکلات کے درمیان اپنی راہ نکال لیتا ہے تاکہ اس تصادم کے ذریعہ بند اصولوں سے تعلق اور ان کے استحکام و ترجیح پر زور دے سکے۔(2)

اسی طرح اسلام مثال کے طور پر جب اپنے نظام حرب میں درختوں کو کاٹنے اور کھیتوں کی تباہ کرنے سے روکتا ہے تو وہ اس کے ذریعہ تعلقات کے مزاج میں چند اساسی اصولوں کی ترسیم کرتا ہے جن کا آدمی کو میدان جنگ میں بھی لحاظ رکھنا ہے اور دل کی گہرائیوں سے حلال و حرام کے مفہوم کو پورا کرنا ہے۔(3)

چیلنج کے اس تصور کے نتیجہ میں جو زبان و مکان پر دراز ہے خواہ حالات و مسائل کچھ ہوں۔ سلامی ثقافت بیک وقت فرد اور جماعت دونوں کی جس میں دونوں کی ذمہ داری پیوست کر دیتی ہے یعنی اسلامی ثقافت کے مفاہیم و تصورات کی تنفیذ (اسے ہم نے حلال و حرام کے عمل کے ضمن میں دکھایا ہے) اور ترمیم وارتقاء کا عمل (امر بالمعروف اور نھی عن المنکر اور فساد کے خاتمہ، ظلم کے ازالہ اور ساری حکومت کے قیام کا کام، دونوں کی ذمہ داری ہے۔(4)

عصر حاضر میں ثقافت کے مقاصد اور وسائل کے امور

وہ بنیادی نکات جن سے اسلامی ثقافت دوسری ثقافتوں کے مقابلے میں مکمل ہونے ممتاز ہو جاتی ہے اور جن کی وجہ سے اہم ثقافتی للکار کے مقام پر آجاتی ہے ان میں سے ایک بنیاد نکتہ مقاصد و وسائل کے دائروں کی نہیں اور فکر و تصور کے مکمل محتاط اور شاندار وضاحت کے ساتھ ان دونوں کے درمیان تمیز و انتخاب ہے کہ مبادا وسائل مقاصد کا درجہ لے لیں اور انسان اپنے بلند ثقافتی مرکز سے نیچے گر جائے یعنی روئے زمین پر خدا کی خلافت سے دستبردار ہو جائے۔

[1] مشترکہ وحدگانہ خاندانی نظام، ص:160-168

[2] تہذیب کا تصادم، ص:40

[3] منیر، سراج (1997ء) ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، لاہور، مکتبہ روایت، ص:155

[4] اسلام اور مغرب و مشرق کی تہذیبی کشمکش، ص:257

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

جب اس روئے زمین پر انسانی وجود کا مقصد انسان کے تمام ظواہروں خلافت کی تحصیل ہے اور اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ اس مقصد کی خاطر وہ زمین کی تمام مسخر طاقتوں کو استعمال کر سکے تو یہ انسان بہت بڑا ظلم کرے گا گر وسیلہ کو جو اس کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے اپنا مقصد بنانے جیسے بُت ہے جس کے ارد گرد وہ گھومتا ہے چاہے یہ بہت پتھر ہے جیسا کہ قدیم زمانے میں ہوتا تھا یا یہ بت مشین ہو جیسے دور جدید میں ہوتا ہے۔ وسیلہ کو مقصد کا مقام دیتا درست نہیں ہے ورنہ معاملات خلط، ملط ہو جائیں گے اور معیارات معطل ہو جائیں گے۔(1)

اس مفہوم کو ثقافت اسلامی کے فرزندوں کے ذہن میں پوری وضاحت و تاکید سے بٹھانے کے لیے تاکہ یہ معنیٰ ان کے یہاں بدیہی حقائق میں شمار ہو جائے اور بیک نظر ذہینوں میں سما جائے۔ اسلام نے مقاصد اور وِسائل کے مفہوم کی تعیین کر دی ہے خدائے ذوالجلال کے اعجاز کے ساتھ انھیں مربوط کر دیا ہے فرماتا ہے قُلْ اِنّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ:(2) کہو میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت جبکہ جیتا اور میرا مناسب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

مثال کے طور پر صفائی ایک وسیلہ ہے مقصد نہیں، آدمی خانہ کے لیے صفائی اور پاکی حاصل کرتا ہے اور نماز رب العالمین کے لیے ہوتی ہے اور جنس کا عمل اگرچہ انسانی کی جسمانی ضرورت کی تکمیل کے لیے وجود میں آتا ہے لیکن وہ لذت و تفاعل کے حصول کے باوجود وسیلہ ہے جسے مقصد کا درجہ دینا صحیح نہیں ہے جنس کے وسیلہ کو اس کا مقصد مذہب بناتا ہے اور اس سے زندگی راست پر رہتی ہے اور اس میں جدت بر قرار رہتی ہے۔(3)

لیکن مغربی ثقافت کا معاملہ اس کے بر عکس ہے وہاں صفائی بذات خود مقصد ہے یہی حال جنس کا بھی ہے ان کے لیے فرد وہ وسیلہ اختیار کرتا ہے جسے وہ اپنے لئے مفید تصور کرتا ہے چنانچہ ان کے یہاں نظافت بہت پیچھے رہ گئی اور جنس حیوانیت میں تبدیل ہو گئی یہاں تک کہ پورے زور اور تاکید کے ساتھ یہ کہنا ہمارے لئے ممکن ہو گیا کہ ثقافت اسلامی کے وسائل ہی ثقافت مغرب کے مقاصد میں اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کیونکہ اسلام کے نصب العین نے اس کو ایک ایسی مخصوص ثقافت بنا دیا ہے جو بنیادی طور پر دوسری ثقافتوں سے مختلف ہے اور جس کا اتنا نا مختلف جس و کلی نظام دوسرے نظامات سے اساسی اختلافات رکھتا ہے۔(4)

اس لئے تصورات و افکار، اخلاق و خصائل معیشت و معاشرت، تمدن و عمران سیاست و حکومت عرض انسانی زندگی کے تمام شعوں میں اسلامی ثقافت کا راستہ دوسری ثقافتوں کے راستے سے الگ ہو جاتا ہے۔ زندگی کے متعلق اسلام کا نظریہ دوسری ثقافتوں کے نظریہ سے الگ ہے۔ زندگی کا مقصد اسلام کے نزدیک اس مقصد سے مختلف ہے جو دوسری ثقافتوں نے متعین کیا ہے۔ لہذا اسلام اپنے نظریہ کے مطابق دنیا اور مافیہا سے جو معاملہ برتا ہے اور اپنے مقصد کی تحصیل کے لیے دینوی زندگی میں جو طریقہ اختیار کرتا ہے وہ بھی بنیادی طور پر اس معاملہ اور اس طریقہ سے مختلف ہے جو دوسری ثقافتوں نے اختیار کیا ہے۔ ذہن کے بہت سے افکار و تصورات تفس کے بہت سے میلانات و رجانات اور زندگی بسر کرنے کے بہت سے طریقے ایسے ہیں جن کا اتباع دوسری ثقافتوں کے نزدیک نہ صرف جائز بلکہ بسا اوقات لازمہ ثقافت ہے مگر اسلام ان کو ناجائز، مکروہ اور بعض حالات میں حرام قرار دینے پر مجبور ہے؟

فنونِ لطیفہ کی سماجی اہمیت ثقافتی تقاضوں کے تناظر میں

[1] ندوی، ابوالحسن علی(1986ء) تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ص:23

[2] سورہ الانعام،162

[3] ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، ص:155

[4] اسلامی تہذیب اور اس کے عبادی و اصول:107

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

مثال کے طور پر فنون لطیفہ دنیا کی بہت سی تہذیبوں میں جان ثقافت میں اور ان فنون میں اعلیٰ مہارت رکھنے والوں کو قومی ہیرو کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے مگر اسلام ان میں سے بعض کو حرام بعض کو مکروہ اور بعض کو ایک حد تک جائز قرار دیتا ہے۔ اس کے قانون میں ذوق لطیفہ کی پرورش اور جمال مصنوی سے لطف اندوزی کی اجازت صرف اس حد تک ہے جہاں انسان اس کے ساتھ ساتھ خدا کو یاد رکھ سکے، اس کی رضاجولی کے لیے عمل کرکے اور اپنے منصب خلافت کے فرائض بجالا سکے۔(1)

اکثر ہم نے فن اسلام کی مثالیں بیان کی ہیں اب اس دھندے تصور کی مزید وضاحت ہم یوں کر رہے ہیں کہ حلال و حرام اور مقصد و وسیلہ کے دونوں مفہوموں سے اسلامی فن کا ایک امتیازی اسلامی تصور ابھر کر سامنے آتا ہے کیونکہ یہ فن جیسا کہ استاذ برنارڈلویس کہتا ہے اتنا واضح ہے کہ کسی بھی انسان کے لیئے اس کا پہچانا مشکل نہیں ہے۔ گرچہ اس کی فنی و تعمیراتی ثقافت محدود عودہ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ عمارتوں کی تصویر میں یا ان کے لوازمات کے مجموعہ کو دیکھ کر ان میں سے اسلامی فن کو چھانٹ سکتا ہے، چنانچہ پل مسجدوں کے منارے، عربی تعمیرات اور نقوش اور اشعار کے دروبست اور کھانا پکانے کا فن یہ سب مختلف میدانوں میں ہونے کے باوجود رسوم، اخلاق اور سلوک کی وحدت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور یہ اسلامی وحدت ہے جو بنیادی طور پر شرق اوسط میں عربی، فارسی اور ترکی نمونوں پر موسیقی تعمیرات، مناروااور کنگروں میں تشکیل پائی ہے اور یہ وحدت اسلامی ثقافت یہ وحدت ی شاخوں میں بھی دیکھی جاسکتی سنی جاسکتی در یکھی جاسکتی ہے اور یہ وحدت ہر جگہ ہوں موجود ہے. گرچہ عام آدی کے لیے قوانین حکومتوں اور اداروں جیسے موضوعات میں اور سیاسی واجتماعی افکار اور مواقف میں اس کی تلاش اور تعیین مشکل ہے۔(2)

زیادہ وضاحت سے روجہ غارودی کہتا ہے "مسجد سب سے بڑی رمزیاتی مثال ہے اور یہ تمام اسلامی فنون کی جامع ہے اور کہنے والوں نے صحیح کہا ہے کہ تمام اسلامی فنون مسجد کی طرح مارچ کرتے ہیں اور مسجد نماز کی طرف سے جاتی ہے ہے۔

ثقافت کے تعدد کا یہ مفہوم اس وجہ سے سامنے آیا کہ تمام ثقافتیں انسان کے زمان و مکان کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں اور انسانی ادراک اور اس کی روز افزون کی تفسیر سے عاجز ہیں لیکن اسلامی ثقافت کا معاملہ مختلف ہے وہ ان مشکلات و مسائل کے تیئں کوئی الجھن محسوس نہیں کرتی ہے بلکہ بہت زیاد لچکدار ہونے کی وجہ سے ان تمام مشکلات کا احاطہ کرتی ہے کیونکہ یہ اس انسان اول کی ثقافت ہے جس کے اندر اسی وقت اور اک کی صلاحیت آگئی تھی جب اس کے اندر روح ڈالی گئی تھی، اسے اماری تعلیم دیگئی تھی اور تمیز انتخاب ضبط و نظم اور مشاہدہ و تجربہ کی صلاحیتوں کا اس کے لفظ یا کی ایا گیا یہ تمام انبیا اور تمام قوم کے اندر مبعوث پیغمبروں کی ثقافت ہے اور اسلام پر ایمان ہے والوں کی ثقافت ہے جسے محمد ﷺ سے کر تشریف لائے ہیں۔ اس وجہ سے یہ وہ انسان عالمی ثقافت ہے جو حدود نا آشنا ہے اور نسل و قوم کے درمیان کوئی امتیاز اور فضیلت تسلیم نہیں کرتی انسانوں میں ایک ہی وجہ امتیاز جو پسندیدہ ہے وہ ایمان و استقامت کی بنیاد پر قائم ہے۔(3)

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلَى اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمَاعِيلَ وَاِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا اُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ(4)

---

[1] ملت اسلامیہ تہذیب و تقدیر، ص:155

[2] تہذیب کا تصادم، ص:40

[3] تہذیب کا تصادم، ص:40

[4] سورہ البقرہ، 136-138

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)

Vol.7. No.4 2024

(اے مسلمانو!) تم کہہ دو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس (کتاب) پر جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس پر (بھی) جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد کی طرف اتاری گئی اور ان (کتابوں) پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو عطا کی گئیں اور (اسی طرح) جو دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کو ان کے رب کی طرف سے عطا کی گئیں، ہم ان میں سے کسی ایک (پر بھی ایمان) میں فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی (معبودِ واحد) کے فرماں بردار ہیں۔

اس عالمی وحدت کے مقابلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری ثقافتیں، نسل، قومیت، اقتصادی دینیات کی بنیاد پر قائم ہیں ہم دیکھ چکے ہیں کہ جب گورے ہی کو صرف انسان مانا ہے تو رنگ کا یہ امتیاز کیا غضب ڈھاتا ہے اور کس طرح کالوں اور سرخوں کا خون پانی کی طرح رنگت کو اس بنیاد پر افضل واعلیٰ قرار نے لگتا ہے اور جب آریوں اور ان کی نسلوں کی سفہ دیا جاتا ہے وہی برتری اور ثقافت کی تشکیل کرنے اور سان سیمون کی تعبیر کے مطابق کوہ ارتقاء تک اسے لے جانے کی تنہا صلاحیت رکھتے ہیں جبکہ دوسری نسلیں خواہ وہ گوری ہوں، تقاریں کو نا کردار ادا کرنے سے عاجز ہوں ہیں الا یہ کہ متعین بلندیوں تک اسے لے جا سکیں، تو اس نظریہ سے کئے ہولناک نتائج بر آمد ہوتے ہیں جہان کا مطالعہ کر چکے ہیں۔(1)

خلاصتہ البحث

حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب، مغربی اندازِ فکر اور اس کا استقرائی اور تجزیاتی انداز اسلامی تہذیب کا مرہون منت ہے لیکن یہ بات اسپنگلر کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتی کیوں کہ وہ مختلف ثقافتوں کے درمیان ایک مستقل خلیج قائم رکھنے کا داعی ہے۔ اسپنگلر یہ کیوں کہ کہہ سکتا ہے کہ مغربی ثقافت اپنی تعبیری و تشکیلی پر ثقافت اسلامیہ سے متاثر ہوئی ہو۔ ایسا تسلیم کرنے سے خود اسی کا خود مکتفی تصورِ ثقافت منہدم ہو سکتا ہے۔

It is obvious that such a view cannot be acceptable to Spengler, for if it is possible to show that the anti-classical spirit of modern culture is due to the inspiration which it received from the culture immediately preceding it, the whole argument of Spengler regarding the complete mutual independence of cultural growth would collapse.

مجوسی کلچر میں نجات دہندہ یا ظہورِ مسیح جیسے تصورات اسلام میں تصورِ خاتمیت کے منافی ہیں۔ اسلام کے تصور ختم نبوت سے اس نوع کے تمام خیالات کی نفی کی ہے۔ در حقیقت اشپنگلر پر اصول ختم نبوت کی ثقافتی قدر و قیمت اور تمدنی حیثیت عیاں ہی نہیں ہو سکی، بقول ڈاکٹر جاوید اقبال نور اصل مجوسیت خدایان باطل کے وجود کی قائل تھی، اگرچہ ان کی عبادت سے انکاری تھی۔ اسلام تو خدایان باطل کے وجود ہی کا منکر ہے۔ اسپنگلر یہ ادراک نہ کر سکا اس لیے اسلام کے اصول ختم نبوت کی تمدنی حیثیت اس پر واضح نہ ہو سکی۔ اگر اسلامی تمدن میں مہدی یا ظہور مسیح جیسے تخیلات کار فرما ہیں تو یہ فقط مجوسی اثرات کا نتیجہ ہیں وگرنہ اسلام کی حقیقی روح سے ان کا کوئی سروکار نہیں۔ ابن خلدون نے اپنے حرکی اور ارتقائی تصورِ تاریخ میں اس نوع کے اسلامی عقائد پر تنقد کی ہے جو تمدن اسلامی کی ارتقائی روح کے خلاف ہیں۔ اسلامی ثقافت اپنی ہمہ گیری کے متوازی اندرونی وحدت سے بھی ہمکنار ہے۔ ثقافت اسلامی نہ صرف مکانی لحاظ سے وسعت و کشادگی کی حامل ہے، بلکہ زمانی اعتبار سے بھی پھیلاؤ کی استعداد رکھتی ہے۔

1. سلسلہ نبوت آنحضرت محمد ﷺ پر مکمل ہو کر ختم ہو گیا۔ گویا ثقافتی سطح پر عقیدہ ختم نبوت کی زد سے ہدایت، عقل انسانی کی دسترس میں آگئی ہے۔ علم فطرت اور علم تاریخ کو بروئے کار لاتے ہوئے انسان عقل استقرائی کی مدد سے تسخیر کائنات کرنے کے اہل ہے۔
2. یونانی فلاسفہ کے اصولِ منطق کے برعکس مسلم ثقافت نے تجربیت اور استقرائی طریقہ کار کو ترجیح دی جس کے ثمرات حالیہ ثقافتوں میں نمایاں ہیں۔
3. اسلامی ثقافت میں جمود اور سکوت نہیں بلکہ پیہم حرکت و تغیر تہذیب اسلامی کا خاصہ ہے۔
4. اسلامی کلچر کی وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کی شان نمایاں ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ ثقافت اسلامی نے ہر اس فکر کو اپنے اندر جذب کیا ہے جو اس لائق تھا کہ اسے جذب کر لیا جائے۔

---

[1] مشترکہ وحد گانہ خاندانی نظام، ص:160۔168